رجسٹرڈ آصفیہ (نمبر ۱۸)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ے

قیمت فی پرچہ (۲؍)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔اے۔ ال۔ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ے
سہ ماہی .... ے

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

جلد (۲) | ۷؍ امرداد ۱۳۵۱ف ۲۷ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۲ جون ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۹)

اردو کی علمی اصطلاحیں

جامعہ عثمانیہ میں پچپن ہزار اصطلاحات وضع ہو چکی ہیں

تقریر جناب جانکی پرشاد صاحب جو نشرگاہ حیدرآباد سے نشر کی گئی

علمی زبان کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان مسئلہ علمی اصطلاحوں کا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ کام اس دشوار رستے کو چھوڑ کر بھی انجام دیا جا سکتا ہے۔ علمی مطالب مختصر مختصر لفظوں میں بند کرنے کی بجائے بڑے بڑے جملوں میں پھیلا کر تشریح و تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں۔ لیکن یہ طریقہ عالمانہ نہیں انشا پردازانہ ہے۔ یقیناً ایک انشا پرداز کا یہ کمال ہوگا اگر وہ کسی خاص فن کے مطالب کو مختلف رسیلے لفظوں، رنگین جملوں اور حسین پیرایوں میں بیان کرے۔ گر ایک ہر فن جس کو اپنے فن کے متعلق تمام مطالب ادا کرنے ہیں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کا کام انشا پرداز سے جو کسی فن کی غرض میں پیچیدگیوں میں نہیں پڑتا بہت مختلف ہے۔ وہ کم سے کم وقت اور کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ مطالب ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ تعلیم کی ضرورت ہر وقت سہولت ادا چاہے گی اور وہ ایسے الفاظ استعمال کرنے پر مجبور ہوگا جو مختصر ہوں اور خیالات کے مجموعوں کی طرف نہایت واضح طور پر اشارہ کرتے ہوں۔ اس کی زبان سے جو لفظ نکلیں ان میں بہت سے معنی پنہاں ہوں اور جو سننے والوں کے ذہن میں فوراً آ جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آسان نہیں۔ خاص کر جب اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہو کہ ہر لفظ ہی زبان کا ہو۔ جو نئے لفظ وضع کئے جائیں وہ زبان کی فطرت کے موافق ہوں، وہ آسانی سے زبانوں پر رواں ہو سکیں اور ان کے مشتقات بھی آسانی سے بن سکیں۔ یہ سب دشواریاں علمی زبان بنانے والوں کو پیش آتی رہی ہیں۔

وضع اصطلاحات کی تاریخ

اردو میں علوم و فنون کی نشر و اشاعت کا کام ایک سو سال پہلے مختلف مقاموں میں تھوڑا تھوڑا انجام پاتا تھا مثلاً فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں زیر نگرانی گلکرسٹ دہلی سوسائٹی میں انجمن پنجاب میں ۱۸۶۳ء میں سر سید احمد خاں مرحوم نے علی گڑھ سائنٹفک انسٹیٹیوٹ کے نام سے ایک علمی مجلس قائم کی تھی۔ اس مجلس نے اس سراپا عمل انسان کی رہنمائی میں چند ہی سال میں مختلف علوم کی کم و بیش چالیس کتابیں ترجمہ کر کے اردو کے علمی بازار میں سجا دیں۔ سر سید نے اہل علم کو ان کے ذوق کے مطابق مختلف علوم کی کتابیں دے کر اصطلاحوں کی بحث چھیڑنے کی بجائے مخصوص مفاہیم کی ادا و ترجمے کے لئے لفظوں کی وضع و تلاش میں انہیں آزاد چھوڑ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو میں نئی کتابوں کے ساتھ اصطلاحوں کا بھی ایک اچھا خاصا ذخیرہ پیدا ہو گیا جو ناقص ہی بھی نہ تھا۔ زبان کی ساخت کے موافق تھا۔ اپنے مفہوموں کو پورے طور پر ادا کرتا تھا اور اس میں زبان کے ساتھ گھل مل جانے کی بہترین صلاحیت تھی۔ یہ اصطلاحیں ہماری زبان کا اولین اصطلاحی سرمایہ ہے۔

مگر بدقسمتی سے بعد والے ارتقائے لسانی کی فطری ترتیب کو بھول گئے۔ بحث مباحثے میں پڑ کر زمین آسمان کے قلابے ملا دئے۔ اصول و قواعد کی فریبی اور درحقیقت بعد کی مجنون صف غیر کھیر لیا۔ نتیجی زبانیں آتی جاتیں۔ ہر شخص ایک نیا اصول لے کر اٹھا اور بنیاد سے پہلے چھت بنانے کے خبط میں مبتلا ہو گیا۔ ان اختلافات نے کام کی راہوں سے ہٹا کر باتوں کی راہوں پر ڈال دیا۔ اس طویل زمانے میں عظیم الشان اصول بنانے والوں کی علمی رفتار اتنی سست رہی اور اس کے نتائج اتنے کم ہیں کہ وجود و عدم میں کچھ یونہی سا فرق ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی زمین تا آسمان پیالی کا جو کام کیا وہ اسی اصول کے ماتحت جو سر سید مرحوم نے اختیار کیا تھا۔ کام اول کام تالیف و ترجمہ اسی سلسلے میں حسب موقع تلاش و وضع اصطلاح اور پھر لغت کی تدوین اور اصولی مباحث۔

دنیا میں آج تک کسی قوم نے یہ نہیں کیا کہ پہلے تمام اصطلاحیں وضع کر لی ہوں، یا پہلے سے چلنے کے قطعی اصول بنا لئے ہوں، ترجمے بھی مدون کر لی ہوں اور پھر علوم و فنون کی طرف توجہ کی ہو۔ زبانوں کی ارتقائی تاریخیں شاہد ہیں کہ ہر جگہ پہلے تصنیف و تالیف کا کام ہوا ہے۔ پھر اصطلاحیں مدون کی گئی ہیں اور سب سے آخر میں ان پر بحث و مباحثہ ہوا ہے۔

اردو میں ان چیزوں پر اجتماعی طور پر زندہ ہونے کا فخر و امتیاز مشیت نے ازل سے ان علمی ساماں کی قسمت کیا تھا جو اعلیٰ حضرت خسرو دکن کے علم پرور سایہ میں باقاعدہ مستقل اور عظیم الشان کام کرنے والے تھے۔ اس سے پہلے اردو میں علمی ذخیرے منتقل کرنے کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ جزوی بھی اور کم سرمایہ بھی۔ کسی کوشش کو مادی دست رس نصیب ہوئی۔ نہ دیا استقلال اور نہ انہیں ذاتی طور پر ابتدائی کیونکہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ایسی زبردست اور مسعود و مبارک سرپرستی حاصل نہ تھی۔

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰) پر

ہفتہ وار

مملکت

جلد (۲) ۱۰ امرداد ۱۳۵۱ف روز شنبہ نمبر (۹)

دارالترجمہ کے کارناموں کا سہرا انجمن ترقی اردو کے سر

اس اشاعت میں کسی اور جگہ مسٹر جانکی پرشاد کی وہ تقریر درج کی گئی ہے جو انہوں نے "اردو کی علمی اصطلاحیں" کے عنوان سے ریڈیو نشرگاہ حیدرآباد سے کچھ عرصہ قبل نشر کی تھی۔ اس تقریر میں صاحب موصوف نے وضع اصطلاحات کے مختلف نظریئے اور ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی ہے، اور یہ بتلایا ہے کہ اردو زبان میں علوم و فنون کی اشاعت کے ساتھ ساتھ کس طرح علمی اصطلاحوں کا ایک ذخیرہ پیدا ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے سرسید احمد خاں مرحوم نے علی گڑھ میں سائنٹفک سوسائٹی کے نام سے ایک علمی مجلس قائم کی تھی جہاں انگریزی زبان سے مختلف فنون کی کتابیں اردو میں ترجمہ کی گئیں اور اس سلسلہ میں علمی اصطلاحات وضع اور رائج ہوتی رہیں۔ اس کے بعد سے جامعہ عثمانیہ میں دارالترجمہ کے قیام تک اردو اصطلاحات وضع کرنے کی کوئی باقاعدہ و منظم کوشش نہیں کی گئی۔ دارالترجمہ کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جانکی پرشاد نے یہ وضاحت کی ہے کہ:-

بائیس سالہ کارنامہ

"۱۹۱۸ء میں جب اعلیٰحضرت نے جامعہ عثمانیہ کے قیام کا منشور عطا فرمایا تو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ اردو میں کتابیں کہاں ہیں، لیکن جس دماغ میں جامعہ کا تخیل تھا اور جو مبارک دماغ اس تخیل کو منظر عام پر لانے والا تھا اس پیکر تخیل میں جان ڈالنے کا افسوں بھی جانتا تھا۔ رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری نے جب بارگاہ خسروی میں جامعہ کا خواب تعبیر کے لئے پیش کیا تو ایک علمی ٹکسال کی ضرورت بھی عرض کی۔ اعلیٰحضرت نے اس شکل کے قیام کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اعلیٰ پیمانہ پر سررشتۂ تالیف و ترجمہ قائم کرنے کے فرمان سے اردو کو آب حیات پلا دیا۔

اس سررشتہ نے بائیس ۲۲ سال کی مدت میں جو کام کیا ہے وہ بہت عظیم الشان ہے۔ تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، منطق، نفسیات، فلسفہ، اخلاقیات، قانون، ریاضیات، طبیعیات، کیمیا، نباتیات، حیوانیات، طب، اور انجینیری کی بیسیوں کتابیں ترجمہ و تالیف ہو چکی ہیں۔ بائیس برس میں (۴۰۵) کتابوں کا ترجمہ و تالیف بذات خود ایک بہت بڑا کام ہے لیکن اس کی عظمت بہت بڑھ جاتی ہے جب کتابوں کی نوعیت معلوم ہوتی ہے اور اصطلاحوں کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ تالیف و ترجمہ کے سررشتہ کی ضرورت و اہمیت جامعہ سے بہت زیادہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو جامعہ کا اب پریشان ہو جاتا۔ اس کی گرم بازاریاں سرد ہو جاتیں۔"

پچیس ہزار اصطلاحات تیار ہیں

سررشتۂ تالیف و ترجمہ میں علمی اصطلاحیں وضع کرنے کے لئے ایک کمیٹی "مجلس وضع اصطلاحات" کے نام سے قائم ہے۔ اس مجلس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب کسی مترجم کو کسی انگریزی اصطلاح کے لئے اردو مترادف اصطلاح نہیں ملتی تو ایسی انگریزی اصطلاحیں اس مجلس میں پیش کی جاتی ہیں۔ ارکان مجلس غور و خوض کے بعد اگر مترجم نے خود کوئی اصطلاح پیش کی ہے تو اس کو منظور کر لیتے ہیں یا پھر آزادانہ کوئی اصطلاح وضع کر لیتے ہیں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے اس مجلس کے ارکان کو اصطلاحات وضع کرنے کا معاوضہ بھی جامعہ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں مولانا وحید الدین صاحب سلیم مرحوم نے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ مسٹر جانکی پرشاد کی اس تقریر سے ہمیں پہلی بار یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ مجلس وضع اصطلاحات نے اب تک پچیس ہزار اصطلاحیں وضع کی ہیں، مگر ساتھ ہی ساتھ ہمیں افسوس بھی ہوا کہ اصطلاحات کے اس بیش بہا ذخیرہ کو ہم پر جامعہ عثمانیہ بالخصوص اور حیدرآباد بالعموم بجا طور پر فخر کر سکتا ہے منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ عام پبلک تو درکنار تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان اصطلاحات کے وجود سے لاعلم ہے۔ علمی اصطلاحات کو خواہ وہ کتنی ہی بیش بہا اور غیر مانوس ہوں رائج کرنے کا گر یہ ہے کہ ان کو تقریر و تحریر میں بار بار استعمال کیا جائے اور اس طرح ان کو زبان و ادب کا جزو بنا دیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمیں ڈر ہے کہ ان اصطلاحات کی افادیت جامعہ عثمانیہ کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ جائے گی۔

اغیار فائدہ اٹھا رہے ہیں

مجلس وضع اصطلاحات کے قیام سے ۱۳۳۳ف تک جو اصطلاحیں وضع ہوئی تھیں وہ مجلس کی روداد وں میں درج تھیں۔ مسٹر جانکی پرشاد نے جو اس زمانہ میں اس سررشتہ میں برسرکار تھے ان اصطلاحات کو مجلس کی رودادوں سے نکال کر ایک ہی ترتیب میں مرتب کیا۔ ہر انگریزی اصطلاح کے سامنے اس کی مرادف اردو اصطلاح لکھ دی گئی اور جس فن سے اس اصطلاح کو تعلق ہے وہ بھی بیان کر دیا گیا۔ اصطلاحات کا یہ پہلا مجموعہ ۱۳۳۵ف میں دارالترجمہ کی جانب سے "مجموعہ اصطلاحات" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد جتنی اصطلاحیں وضع ہوئی ہیں وہ دارالترجمہ کی جانب سے شائع نہیں ہوئیں۔ البتہ انجمن ترقی اردو نے "فرہنگ اصطلاحات" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس مجموعہ میں وہ اصطلاحات شامل ہیں جو مجلس اصطلاحات جامعہ عثمانیہ کی وضع کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں وہ فہرست اسماء اور فہرست مقامات بھی شامل ہیں جو دارالترجمہ کے شائع کردہ ترجموں کے آخر میں درج ہیں۔ ہمیں حیرت ہے کہ جن اصطلاحات کے وضع کرنے میں جامعہ عثمانیہ نے کثیر رقم صرف کی ہے اس کو شائع کرنے کا اعزاز انجمن ترقی اردو کو کیوں دیا گیا اور خود دارالترجمہ کی جانب سے یہ اصطلاحیں کیوں شائع نہیں کی گئیں۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ اس مجموعہ کی اشاعت کے لئے جامعہ عثمانیہ سے انجمن ترقی اردو کو مالی امداد بھی دی گئی تھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو اب کل یقیناً قابل احتجاج ہے۔ جامعہ عثمانیہ کے کارناموں کا سہرا انجمن ترقی اردو کے سر باندھا جانا ہمارے خیال میں "بنارسی ٹھگ" کی ایک انوکھی مثال ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سابقہ دور کی ان ساری بے ضابطگیوں کی اصلاح کر دی جائے گی اور پچیس ہزار علمی اصطلاحات کا مجموعہ جامعہ عثمانیہ کی جانب سے جلد از جلد شائع کیا جائے گا۔ ہماری رائے میں اس مجموعہ کی اشاعت کے بعد جو اصطلاحات وضع کی جائیں وہ ضمیمہ کی صورت میں ہر سال شائع ہوتی رہیں۔ اگر ایسا کیا جائے اور یہ اصطلاحات تقریر و تحریر میں عام طور پر رائج ہو جائیں تو ہمیں یقین ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں اردو زبان مغربی زبانوں کی ہم پلہ ہو جائے گی۔

کیا وضع اصطلاحات کی ضرورت نہیں؟

کچھ عرصہ سے ہندوستان کی بعض علمی حلقوں میں یہ خیال پھیلتا جا رہا ہے کہ سائنس کی اصطلاحات کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ یہ اصطلاحات انگریزی سے لی جائیں۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مسٹر جانکی پرشاد نے زیر تبصرہ تقریر میں فرمایا کہ:-

"یہاں یہ بات جتا دینی ضروری ہے کہ بعض حضرات کا یہ خیال درست نہ ہوگا کہ سائنس کی اصطلاحات کا بہت بڑا حصہ بلکہ تقریباً سب کی سب اصطلاحیں بلا تکلف انگریزی سے لی جائیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ مختلف چیزیں گڈمڈ کی جا رہی ہیں۔

وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) اصطلاحات Terminology (۲) اعلام یا اسما Nomenclature (۳) ترقیمات یا علامات Notation

اصطلاحات کے مرادفات تجویز کرنے لازمی ہیں ورنہ زبان چیستان بن کر رہ جائے گی۔ البتہ اعلام یا اسما جو بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں۔ مرادفات کے محتاج نہیں ہیں۔ مثلاً آکسیجن، ہائیڈروجن، نائٹروجن وغیرہ اعلام ہیں اور وہ اسی طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔ علامات کی دو قسمیں ہیں ایک بین الاقوامی دوسرے غیر بین الاقوامی۔ جو علامتیں بین الاقوامی حیثیت کی ہیں مثلاً کا جذر (Root) اور حاصل جمع (Summation) کی علامتوں کو بجنسہ استعمال کیا جاتا ہے مگر جو علامتیں بین الاقوامی نہیں ہوتیں وہ وضع کی ہوئی اصطلاحوں کے بموجب بنائی جاتی ہیں مثلاً انگریزی جبر و مقابلہ میں جو "x" ہے اس کے لئے اردو میں "لا" آتا ہے۔

ہم مسٹر جانکی پرشاد کی اس اصولی بحث سے بالکل متفق ہیں کیونکہ اسما اور علامات قطع نظر یورپ کی ہر قوم میں علمی اصطلاحیں اسی قوم کی زبان میں رائج ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جب ہم اردو میں اصطلاحیں وضع اور رائج کر سکتے ہیں تو انگریزی زبان کی اصطلاحیں بجنسہ لے لی جائیں۔ چنانچہ دار الترجمہ نے بھی یہی طے کیا ہے کہ انگریزی زبان کی علمی اصطلاحوں کی مرادف اصطلاحیں اردو زبان میں وضع کی جائیں۔ اسی فیصلہ کے مطابق جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تالیف و ترجمہ میں کام ہو رہا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جامعہ عثمانیہ بیرونی مناقشات کا اثر لئے بغیر اسی اصول پر کاربند رہے گی۔

دستوری اصلاحات کا نفاذ

ضلع کانفرنسوں کا انعقاد سے دستوری اصلاحات کی پہلی منزل نافذ ہو چکی ہے۔ اضلاع کے باشندوں نے ان کانفرنسوں کا جس شوق سے خیر مقدم کیا ہے اس سے ہمارے اس خیال کی پوری تائید ہوتی ہے کہ دستوری اصلاحات کے مخالف صرف چند لیڈر ہیں۔ ہم نے بار بار اہل ملک کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی ہے کہ وہ پبلک کارکن جو حکومت اور عوام کے درمیان حائل ہیں ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ چند دن حکومت عوام سے براہ راست ربط قائم کریں۔ جس روز یہ ربط باقاعدہ قائم ہو جائیگا ان پبلک کارکنوں کا خود غرضانہ جاہ پسندی اور پولیٹکل اقتدار بے نقاب ہو جائے گی۔ عوام کو کرچندہ و داران حکومت سے جب تک دور رکھا جائے گا عوام کے ان نام نہاد ہمدردوں کی قیادت برقرار رہے گی یہی وہ حقیقی محرکات ہیں جو بعض پبلک کارکنوں اور پبلک اداروں کو ہر اس تجویز کے خلاف ابھارتے ہیں جس میں عوام کا مفاد بھی لازمی مضمر ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ ضلع کانفرنس کامیاب ثابت ہو چکی ہیں ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیشہ ور لیڈروں کے توسط بغیر عوام اپنی ضروریات کس طرح حکومت کے آگے پیش کر سکتے ہیں۔ اس کی تصدیق ضلع کانفرنس کے خوشگوار اثرات سے ہو سکتی ہے۔ برنائیٹڈ پریس کا بیان ہے کہ:-

"ضلع کے باشندوں نے اس کانفرنس کے انعقاد پر بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ رائے بھی ظاہر کی کہ دکن کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ غریب کسان خوش حال دہقان و لیبار ڈرے اطمینان و استقلال ایک ہی پلیٹ فارم پر بلا امتیاز جمع ہوسکے۔ اور دیہی آبادی کو یہ موقع حاصل ہوا کہ وہ نمائندگان حکومت سے بلا کسی قید و بند کے اپنا دکھ سکھ بیان کر سکیں اور اپنی تکالیف کے علاج کا اور مختلف ضروریات کی تکمیل کا مطالبہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔ حکومت سرکار عالی نے ضلع کانفرنسوں کو قائم کرکے ایک ایسا اہم آئینی اقدام کیا ہے جو رعایا اور رعایا کے درمیان عام تفریق و امتیاز کو مٹا دے گا۔ مندوبین نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ ضلع کانفرنسوں سے دیہی آبادی کے صحیح نمائندوں کے ملنے سے پیشہ ور سیاسیوں کی کمی ہو جائے گی اور حکومت کی مشنری سے اب تک جو بیچاری بے تعلق تھی اس سے پیشہ ور سیاست دان بیجا فائدہ اٹھاتے تھے لیکن اب اس کا انسداد ہو جائے گا۔۔۔ نمائندوں نے یہ بھی کہا کہ ان کو حق آزادی کے ساتھ تحریکات اور سوالات پیش کرنیکا موقع دیا گیا وہ مستقبل کے لئے بہت ہمت افزا ہے"۔

یہ امر موجب طمانیت ہے کہ ان کانفرنسوں کا مقاطعہ کرنے کی جو تحریک بعض لیڈروں نے شروع کی تھی وہ ناکام رہی اور ان کی کوششوں اور پروپگنڈے کے باوجود یہ کانفرنسیں کامیاب رہیں۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے عوام الناس کے قلوب پیشہ ور لیڈروں کی شرانگیزی سے ابھی محفوظ ہیں اس خصوص میں ہم "کمرشیل" کی اس رائے سے متفق ہیں کہ مجلس اتحاد المسلمین نے نواب بہادر یار جنگ بہادر کی قیادت میں تدبر اور دانشمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ہم ان لیڈروں کی خدمت میں جو ذمہ دارانہ حکومت کے مطالبہ سے ایک انچ ہٹنا نہیں چاہتے، وہ چار الفاظ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ لیڈر ضرور یہ جانتے ہوں گے کہ دنیا کا کوئی دستور اسقام سے پاک نہیں اور نہ اب تک ایسا کوئی دستور مرتب ہوا ہے۔ جس کو مثالی یا نصب العین کیا جاسکے، ہر دستور کو ملک کے سماجی اور تعلیمی حالات اور ذہنی سطح کے مطابق ہونا چاہئے اور جو دستور ملک کی ذہنی سطح سے بلند ہوگا وہ دوران نہ چل سکے گا۔ لہذا حب الوطنی کا تقاضہ یہ ہے کہ ملک کے حالات کے لحاظ سے جو دستور اس وقت نافذ ہو رہا ہے اس سے تعاون کیا جائے۔ دوسروں کو کامیاب بنایا جائے۔ اگر اس میں کچھ اسقام ہیں وہ تجربہ کے بعد دور کئے جا سکتے ہیں کیونکہ یہ کوئی ایسی الہامی چیز نہیں جس میں رد و بدل نہ کیا جا سکے۔ اس کے باوجود اگر اصلاحات کی مخالفت جاری رہی تو ملک کی فضا میں ایک ناگوار پیدا ہونے کے سوائے کوئی اور نتیجہ مترتب نہ ہوگا۔

آخر میں ہم اصلاحات کے نفاذ پر حکومت اور اہل ملک کو مبارکباد دیتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ اصلاحات کی دوسری قسطیں بھی جلد از جلد نافذ کر دی جائیں گی۔

حیدرآباد میں مذہبی رواداری

"انڈین سوشیل ریفارمر" اپنی ۲۰ جون کی اشاعت میں تحریر کرتا ہے کہ:-

"معلومات حیدرآباد نے جو حکومت نظام کا سرکاری جرنل ہے اپنی تازہ اشاعت میں "شاہان آصفیہ کی مذہبی رواداری" کے عنوان سے رانی صاحبہ سیوم مستان کا ایک مضمون شائع کیا ہے۔ رواداری کی مثالوں کی طویل فہرست میں تین چیزیں بہت نمایاں ہیں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں گائے کی قربانی نہیں کی جاتی۔ یہاں کا یہ قانون ہے اور مسلم آبادی کے بھی یہی جذبات ہیں۔ بہت سے مسلم اوقاف دوامی ہندوؤں کی تحویل میں دے گئے ہیں۔ جو نیچے مسلم نہیں کے زیر انتظام کرتے ہیں۔ ہندو ملازمین سرکار اگر وہ اپنے مقامات مقدسہ کو جانا چاہیں تو پوری تنخواہ کے ساتھ چھ مہینے کی رخصت دی جاتی ہے۔

صدر اعظم بہادر کی تقریر

(بقیہ صفحہ ۸)

ان دقتوں کے باوجود ہماری ریلوے کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں پایا۔ علاوہ ازیں نئے عوام کی سہولتوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور مزید یہ سب کچھ کرکے موٹر کی سرگرمی اور مخصوص اشخاص کا تجربہ اب مسٹر ٹنڈ جیسے قابل فوجی کی جگہ جنرل منیجر کی حیثیت سے کارگزاری مجھے یقین ہے کہ کمال البابی خیالات اور دیسی بزرگی صدارت ہو جیسے نئے رفیق کار مولوی غلام محمد صاحب کے تقرر سے آگے اس مدد ملے گی۔ کیونکہ آپ کو دیسی کی فراہمی، مالیات اور ریلوے کی کارروائی کا بہت وسیع اور مختلف قسم کا تجربہ حاصل ہے اپنے سامنے مزید ... میں اس تقریر کو اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی درازی عمر و اقبال کی دعا پر ختم کرتا ہوں ... ملک میں مشکل زمانے میں ... مستقبل ... ہم ہدایات خسروی سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں

سپاس نامہ اعلان لقب سلطان الشعراء بہ پیشگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ سلطان العلوم

سلطان الشعراء نظام الملک آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بارک اللہ جلوہ پیرا گشت سلطان دکن　　صد ہزاراں جان ما قربان ایں جان دکن
نقش می بینم سر ہر لوح دل ایں مصرعے　　شاہ عثمان آصف سابع سلیمان دکن

جہاں پناہا! آج کا دن جاں نثاران دولت آصفیہ و رعایائے بریا بالخصوص اہل علم و فن کے لئے عجیب فرحت افزا اور نشاط انگیز ہے کہ ان کو اس تاریخی دن میں ایک تاریخی اعلان لقب **سلطان الشعراء** کی سماعت کی عزت حاصل ہو رہی ہے۔ ذات شاہانہ کی گرانمایہ ہستی کے حضور میں اس اعلان لقب کے لئے اجتماع کی منظوری صادر فرما کر جاں نثاران و خدام بارگاہ سلطانی کو ایسا شرف عطا فرمایا گیا ہے جس کی نظیر زمانہ گذشتہ میں نہیں ملتی۔

جہاں پناہا! ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ کا دن اگر یوم الہیہ سے موسوم کیا جائے تو نہایت موزوں اور مستحسن ہے جس دن کہ اس ذرہ ناچیز کی استدعا پر قبول لقب **سلطان الشعراء** کی منظوری دے کر دنیائے شعر و سخن کو عزت بخشی گئی اور آج اس باعظمت اور قابل فخر لقب کے اعلان و اظہار کے لئے خدام بارگاہ سلطانی جوق جوق اس شاندار ہال میں جمع ہیں۔

جہاں پناہا! اس عہد زرین کے کارنامے اور برکات و فیوض سلطانی کا تقابل ماضی کے ادوار حکومت سے کیا جائے تو بے ساختہ یہ شعر زبان پر آجاتا ہے ؎

کجا پایند شاہان شان آصف سابع ہفتم را　　طلوع مہر رخشاں محو گرداند انجم را

ایک ایک دن ایک ایک لمحہ ذات شاہانہ کے توجہات بے پایاں کا رعایا اور اہل ملک کے حق میں فلاح و بہبود کا سامان مہیا کرنے کے لئے وقف ہے اور اس کی شہادت ایک ایک ذرہ سرزمین دکن دے رہا ہے۔ زمانہ حکومت ذات شاہانہ کے فیوض و برکات اور ملکی و علمی ترقیوں کا شمار کیا جائے تو اس کا مقابلہ گذشتہ کئی صدیوں کی حکومت بھی نہیں کر سکتی۔ رعایائے دولت آصفیہ اپنے حق گزار و محسن بادشاہ کے لئے اظہار جاں نثاری میں جو کچھ بھی کرے کم ہے۔

حکومت کے روزمرہ انتظامات عامہ کا ذکر مجمل طور پر اس غرض سے کیا گیا کہ یہ مبارک ساعت اور نشاط افزا وقت جس امر کے اظہار مسرت کے لئے وقف ہے وہ ایک ادبی شعبہ ہے۔ دنیا واقف ہے کہ خسرو دکن کی ذات شاہانہ میں قدرت نے علوم و فنون کے اصول و جواہر ودیعت فرمائے ہیں، شعر و سخن میں جو قدرت کاملہ اور مہارت گراں مایہ ذات اقدس و اعلیٰ کو حاصل ہے سلاطین ماضی و حال کا کیا ذکر کسی فرد بشر کو بھی نصیب نہیں۔ یہ امتیازی خصوصیت عام طور پر شاہان آصفیہ میں جلوہ گر رہی ہے۔ چنانچہ حضرت آصف جاہ اول متخلص بہ شاکر، حضرت ناصر جنگ شہید متخلص بہ ناصر اور حضرت آصف جاہ ششم متخلص بہ آصف کے مجموعہ کلام سے دنیائے ادب بخوبی روشناس ہے مگر جس طرح شاہ **آصف سابع** نے حکومت کے ہر شعبہ میں اپنے منفرد اور ممتاز طریق عمل سے چار چاند لگائے اسی طرح تمام سلاطین سلف سے شعر و سخن کے میدان میں گوئے سبقت لے گئے اور ہر زبان کی شاعری کے ماہروں کے دلوں پر اپنی استادی کا سکہ بٹھا دیا۔

جہاں پناہ کی شاعری کی قدر و قیمت اور ادبی مقالات کی شان و شوکت ہر ایک تعریف و توصیف سے بالاتر ہے۔ زبان اور بول چال میں فصاحت و بلاغت ایسی مرتبہ اور نادر صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسانی قلوب متاثر ہو کر خیالات عالیہ سے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ ذات شاہانہ کے سامنے یہ حقیقت پوشیدہ نہ تھی کہ رعایا و اہل ملک کے رجحانات اور خیالات کی رہنمائی کے لئے علم و زبان کی حکمرانی بھی لازمی امر ہے اور اسی عرفان عالی کا یہ عظیم الشان نتیجہ تمام ملک کے سامنے ہے کہ سلطان دکن سلطان العلوم کے ساتھ ساتھ **سلطان الشعراء** کے اہم اور عظیم المرتبت لقب سے اوراق تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخاطب کئے جائیں گے۔ اور یہ ایک ایسی نادر اور بے مثل خصوصیت ملی ہے جو نہ کسی بادشاہ کو کبھی سابق میں حاصل ہوئی اور نہ کسی شاعر و ادیب کو۔

آج ساری دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ فارسی مردہ ہو چکی تھی۔ سرکار نے از سر نو اس میں روح پھونک دی ہے۔ یہ معجزہ نمائی سرکار ہی کے لئے مختص ہے۔ فارسی اپنے احیاء پر نازاں ہو کر زبان حال سے کہہ رہی ہے ؎

کلک عثماں بجنداں نہ مسیحائی کرد

سرکار کا کلام بلاغت نظام اخبار کے صفحات پر، لوگوں کی زبان پر، اہل علم کی نظروں میں اور اہل فن کے دل و دماغ میں اس کثرت سے موجود و محفوظ ہے کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ کئی سو نظم دواوین مرتب ہو کر ملک کے طول و عرض میں پھیل چکے ہیں۔ فدوی اس موقع پر چند شعر بطور تیمن نقل کرنے کی عزت حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ یہ سپاس نامہ مزین اور مرصع ہو کر قابل قبول ہو جائے۔ نعت گوئی میں سرکار نے جو معجزہ نمائی کی ہے اس سے مولانا جامی اور حضرت امیر خسرو کی روح بھی وجد کرتی ہوگی۔ ذیل کا قطعہ بطور نمونہ پیش ہے جس کے دیکھنے سے قدسی ... الافلاک کی پوری تفسیر پیش نظر ہو جاتی ہے۔

محمد گر نبودے کس نبودے　　نبودے ہر دو عالم را وجودے
بہ ہیچ جاتے بہ ہر لحظہ بہر دم　　بجز عثماں بجام او زر دے

علی ہذا القیاس یہ دو شعر بھی آویزہ گوش جان کرنے کے قابل ہیں:

رسول رحمت بچارہ ابتدائے ... ایجا　　تو لمن کی تو دیدہ کہ ... ایجا
بیاے سرپا عثمان محمد آرمید ایجا　　بہوئے ... گل تازہ و دمید ایجا

اسی زمین میں منقبت کے موقع پر ایک قطعہ زبان فیض ترجمان سے نکل کر صفحہ قرطاس پر جلوہ گر ہوا تھا جو اعلیٰ اور نازک خیالوں سے سراپا مرصع ہے ؎

... عثمان ... فخر ایجا ... دمید ایجا
نسیم صبح در گلزار دم جیسے دمید ایجا　　چمن رحمت حیات جاوداں در ... ایجا

منقبت امام ہمام علیہ السلام میں ذیل کا قطعہ آب زر سے لکھنے اور حرز جاں بنانے کے قابل ہے۔

ہے لوح قلب نام شاہ با خط جلی بینم　　زرش آئینہ زہرا و مرآۃ علی بینم
حسین ... عشاق کو دست حق ... ہم　　... بہر ولی بینم

اردو سلام کے یہ دو شعر شاعری کی جان ہیں اور اس کی شہادت دیتے ہیں کہ سرکار کی پاکیزہ زبان آب کوثر سے دھلی ہوئی ہے سلاست بیان اور حسن بندش حد سے گزری ہوئی ہے۔

نیاز ... احتیاج ... کے قرب　　چمن میں ... کلیاں ... شبنم سے
... کو مشغلہ ... ہاتوں کو ... ہے

ہم فدائیوں اور اہل علم اور شعراء اور کافۃ الناس کے لئے نہایت فخر و عزت کا موجب ہے کہ خداوند قادر مطلق نے آصف جاہ سابع **سلطان العلوم سلطان الشعراء** بادشاہ وقت کو ... جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ... سلطان الشعراء کی ... تاریخ عالم تا دور شمس و قمر قائم رکھے گی۔ ... دعا ہے کہ ... آمین ثم آمین۔

فدوی فصاحت جنگ جلیل

جوابِ اڈریس یکم امرداد

حضارِ محفل! جس وقت اُستادِ جلیل المخاطب فصاحت جنگ نے میرے ان کے گھر جا کر خود ہی کے لئے جانے کے سلسلہ میں لقب سلطان الشعراء پیش کر کے اس کے قبولیت سے متعلق اپنی دیرینہ تمنا ظاہر کی تھی تو اس وقت میں کشمکش پیچ میں تھا کہ کروں تو کیا کروں۔ یعنے قبول کروں یا نہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے جو چیز خیال میں آئی وہ یہی کہ اگر قبول کرتا ہوں تو اس میں ایک طرح کا شائبہ نخوت و تکبر کا مضمر تھا گویا میں نے درپردہ ایسی تحریک کرا کے دنیا کے سامنے اپنی عظمت و شان میں اضافہ کرنا چاہا۔ حالانکہ ایسا کرنا میرے کردار و ضمیر کے سراسر منافی تھا اور اس سے وہ گروہ اچھی طرح واقف تھا جو کہ میرے عادات و اطوار سے خوب واقف تھا یا صحبت میں رہتا تھا۔ دوسری طرف اگر اس سے انکار کرتا تو جو غرض و غایت اس کے پیش کرنے والے کی تھی وہ مفقود ہو جاتی۔ یعنے اُستاد کا یہ خیال تھا کہ جس نے شعر و سخن یا علم ادب میں اپنی دماغی کاوشوں یا اپنا خون جگر پی کر کچھ اضافہ کیا تھا اس کو یہ لقب دے کر تعلیم معنی و بیان کا پایۂ تکمیل کر دیا جائے تا کہ آئندہ دست برد زمانہ سے یہ کمزور نہ ہو سکے بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں نہ صرف اس ذخیرۂ نایاب سے استفادہ کرتی رہیں بلکہ جو قصر شدید تیار ہو چکا تھا اس پر وہ اپنی علمی کارسازیوں سے نقش و نگار کر کے اس کی آب و تاب کو دنیائے علم و فضل میں چمکاتی رہیں۔ بس یہی ایک قوی وجہ تھی جس نے کہ مجھکو قبولیت سے روگرداں ہونے نہ دیا۔ اور بالآخر بحالت مجبوری دیہ قبول۔

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی کُلِّ اَمْرٍ

اس تحفہ کو اپنے دامن میں سمیٹنا پڑا بعینہٖ اسی طرح سے جیسا کہ موسم بہار میں سبزہ چمن ہر اس ثمر کو جو کہ شجر سے فیض بادِ بہاری علٰحدہ ہو کر زمین پر آ گرتا ہے اپنے کنار بے قرار میں جمع کرتا رہتا ہے۔ یا وہ ان ابر کرم میں جو نیساں کہ فلک سے بے اختیار سطح سمندر پر گرتے رہتے ہیں تو ان کو اصداف منہ کھولے اپنے شکم میں بالارادہ جگہ دیتے رہتے ہیں جو بالآخر دُرِ شہوار کی شکل اختیار کرتے ہیں۔

بہر حال اس قدر کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ صاحبان علم و فضل کہو یا ارباب دانش و بصیرت کہو ان ہر دو نے بجا یا بے جا طور پر جس کا حال صرف علام الغیوب ہی کو ہے کہ دراصل یہ بار پر رو کیا تھا میرے کلام کی جو کہ مختلف اصناف میں ہے (جس کا تذکرہ خود اڈریس میں موجود ہے) مدح خوانی کر کے یا اس کو بے ضرورت جھنڈے پر چڑھا کر لاریب کہ میرے نطقِ ناقص کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اس کا مجھکو کما حقہٗ احساس ہے۔

بالآخر اس کو تسلیم کرتے ہوئے کہ "من آنم کہ من دانم" مجھکو یقین کامل ہے کہ میرا کلام آج نہیں بلکہ کل کی دنیا میں نہ صرف درمیانِ علوم و فنون وقعت رکھے گا اپنی پونجی کے مطابق بلکہ وہ میری ایک ایسی علمی یادگار ہوگی جو منجملہ اور کارہائے نمایاں کے جو کہ میرے دور حکومت میں معرض وجود میں آئے تھے یہی کچھ کم قابل توجہ بنائے روزگار نہ ہوگا بلکہ ممکن ہے کہ میری نثر سعدیؔ کے رنگ کو اور میری نظم حافظؔ کے رنگ کو ایک بار پھر اُبھار دے۔ کس لئے کہ ان دونوں بزرگواروں کی میں نے تقلید کی ہے جو کہ اپنے وقت کے خدائے سخن تھے اور جن کا کلام آج تک صفحۂ روزگار سے نہیں مٹا بلکہ ہنوز اپنی جگہ پر قائم ہے۔

بہ قول "نوشتہ بماند سیہ بر سفید"

اب اس فقرہ پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں کہ آج کا مجمع بھی جو کہ اعلان لقب سلطان الشعراء کے سلسلہ میں یہاں جمع ہے اس نے اصل لقب کی چمک دمک میں چار چاند لگا دیئے ہیں لہٰذا اس طرح سے یہ بھی ایک تاریخی تقریب تاریخ دکن میں مانی جائے گی جو اپنی نوعیت میں فرد فرید ہوگی۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

رسالہ "سب رس" کی تازہ اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناگپور میں یوم اقبال کے موقعہ پر ڈاکٹر زور کی صدارت میں ایک مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس میں پروفیسر شور نے ایک نظم سنائی۔

پھر تو مشاعرہ بہت زور و شور سے ہوا ہوگا

مہاتما گاندھی "ہریجن" کی ہفتہ گزشتہ اشاعت میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"مجھے افسوس ہے کہ سردار پرتھوی سنگھ مجھ سے علحدہ ہو گئے۔ اور ایک بار کی گفتگو کے بعد ہی انہیں اچانک مجھ پر اعتماد نہیں رہا۔ اور وہ "اہنسا" یا "م سنگھ" سے بھی متنفی ہو گئے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر "سنگھ" کو بھی بند کر دینا پڑا کیونکہ یہ "سنگھ" اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ سردار پرتھوی سنگھ میری رہنمائی میں عدم تشدد کی اہمیت اور دوست پر تجربہ کریں"

شاید ایسے ہی حادثہ کی نسبت علامہ اقبال نے کہا تھا سے۔

پتیاں پھولوں سے جھڑتی ہیں خزاں میں اس طرح
دست طفل خفتہ سے رنگین کھلونے جس طرح

معاصر "مشیر دکن" نے تخفیف مصارف نظم و نسق پر ایک اداریہ میں دریافت کیا ہے کہ :۔

ابھی حال میں ہم کو بعض ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ اس امر میں حکومت سرکار عالی نے اپنا فیصلہ صادر فرمادیا ہے۔ اور سررشتہ جات سرکار عالی کے نام احکام اصلاح مصارف صادر ہو چکے ہیں مگر پبلک کو اب تک اس کا علم نہیں ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسپیشل افسر اور ان کی کمیٹی کی رپورٹ میں کن کن مدات میں کس کس حد تک تخفیف مصارف کی ضرورت محسوس فرمائی گئی ہے۔ آیا تخفیف صرف گزٹیڈ عہدہ داران سرکار عالی کے مشاہرات والاؤنسوں کی حد تک محدود ہے یا اس کو غیر گزٹیڈ عہدہ داروں کے مشاہرات وغیرہ تک بھی وسعت دی گئی ہے۔ ان امور سے متعلق پبلک تاریکی میں رکھی گئی ہے"

کیا معاصر موصوف کو خبر نہیں کہ بلیک آوٹ کے زمانہ میں ایسے امور پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی اور پبلک کا تاریکی میں رہنا از بس ضروری ہے۔

لاہور کا ایک معاصر "حیدرآباد میں اردو" کے عنوان سے تحریر کرتا ہے کہ:۔

"نظام گورنمنٹ نے یونیورسٹی جیسی سنستھا اور دوسری انسٹی ٹیوشنوں میں اردو کو لازمی قرار دے کر ان لوگوں پر ظلم ڈھایا ہے کیا ہے جن کی ماتری بھاشا اردو سب سے کم بولی جاتی ہے خصوصاً ہندوؤں میں سے بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں قدرتی طور پر ان لوگوں پر اردو کو زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے۔ حیدرآباد کی اردو عام اردو بھی تو نہیں وہ تو ایک طرح عربی اور فارسی کا گٹھ جوڑ ہے۔ نظام گورنمنٹ کی ان کوششوں کا مطلب صاف ہے کہ ہندوؤں کی سنسکرتی اور بھاشا کو برباد کر دیا جائے"

عربی اور فارسی کا گٹھ جوڑ تو ہمیں بھی پسند نہیں مگر ہندی اور تلنگی کا کسی طرح گٹھ جوڑ ہو جائے تو یہ بڑا دلچسپ ہوگا اور خدا نہ چاہے۔ بہر حال ہم صدر آندھرا کانفرنس کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کے خطبہ صدارت کی صدائے بازگشت اب لاہور سے سنائی دے رہی ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ تلنگی کے ذریعہ شمال و جنوب میں اتحاد پیدا ہو جائے اکھنڈ ہندوستان کی جے۔ تلنگانہ تلنگوں کے لئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آنریبل سر محمد یعقوب مشیر اصلاحات نے جو تقریباً ۱۰ سال سے حیدرآباد میں ہیں حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اسکیم اصلاحات سے بعض نقائص دور کرائے جائیں۔ (دکن کرانیکل)

اب معاصر "مشیر دکن" کو مطمئن ہو جانا چاہئے کہ مشیر اصلاحات فی الحال مصروف کار ہیں۔

اسی کانفرنس میں جو بہار سٹراپسٹ اقوام کانفرنس) کا افتتاح مسٹر پریم کمار نے کیا جنھوں نے آریہ سماج اور ہندو پرچار منڈل کے توسط سے خدمت انسانی کے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ خوشی کی بات ہے کہ موصوف اب پست اقوام کی اصلاح و ترقی کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہم موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں (ریاست)

مسٹر پریم کا سنے پست اقوام کی اصلاح و ترقی کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے اور آریہ سماج اور ہندو پرچار منڈل کے توسط سے خدمت انسانی کے اپنے جذبات کے اظہار کا فرض معاصر "ریاست" کے سپرد کر رہا ہے۔ لہٰذا ہم معاصر کو موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں۔

"ہماری یہ توقع بیجا نہیں ہے کہ لے آر پی کے دفتری اقتدار کے دروازے پبلک عامہ کے نمائندوں کے لئے کھول کر حکومت سرکار عالی ان امور کی تنقیح فرمائیگی جو باعث شکایت ہو رہے ہیں۔ ۔۔۔ آر پی کے اخراجات کے متعلق بھی یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ وہ ضرورت سے بہت زیادہ ہیں اور یہ امر خاص طور پر ہمارے نئے رکن مالیات کی توجہ کا مستحق ہے"

(پیام)

محکمہ لے آر پی نے قبل از قبل پناہ گاہیں تیار کر لی ہیں۔ اب دفتری اقتدار دائرہ عامہ کے نمائندوں کی زد سے محفوظ ہے۔

ہندو سیوک سنگھ کا ایک جلسہ تقسیم اسناد و انعامات سندھ میں میں منعقد ہوا جس میں ان نوجوانوں کو جو ایک ماہ کے مقررہ نصاب کے تحت لاٹھی، لیزیم، ورزش جسمانی، فوری طبی امداد اور مذہبی تعلیم پاکر کامیاب ہوئے تھے اسناد عطا کئے گئے۔ اس موقع پر پنڈت گوپال راؤ بورگاؤنکر نے یہ وضاحت کی کہ یہ کوئی فرقہ وارانہ ادارہ نہیں بلکہ سماجی اصلاح کے لئے یہ تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ (ایک خبر)

اس امر کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ سماجی اصلاح کے لئے تبلیغ اور قانون سے زیادہ لاٹھی کی ضرورت ہے اور ہمارا تو یہ ایقان ہے کہ لاٹھی سے نہ صرف سماجی اصلاح بلکہ سیاسی اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس بات سے تو بھی واقف ہیں کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

---

۲۱ اگست کا واقعہ ہے کہ ضلع قنبار میں رانی اپیا باٹی ہولکر کی تعمیر کردہ باؤلی بوجہ امساک باران خشک ہو چکی تھی اور ہیضہ کی وارداتیں شروع ہو گئی تھیں۔ اس اطلاع پر حکام ضلع نے وہاں پہونچکر …… روزانہ (۵۰) گیلن صاف و شفاف پانی کا موٹر لاری کے ذریعہ بندوبست کر کے ہزاروں انسانی جانوں کو ہلاکت سے بچا لیا۔ یہ عامہ کی حقیقی خدمت گزاری کی ایک واضح مثال ہے۔ (صدر ضلع کانفرنس عثمان آباد)

ایسی خدمت گزاری سے کیا فائدہ جو لیڈروں کے مطالبہ اور شورش کا نتیجہ نہ ہو۔ اگر ہمارے عہدہ دار لیڈروں کے مشورہ اور توسط کے بغیر کوئی خدمت انجام دینگے تو عوام پر یقیناً بار ہو جائیگا۔ لیڈروں کی خوشنودی پبلک کی صحیح خدمت گزاری ہے۔

ہندوستان ایک کٹھن منزل سے گزر رہا ہے

مسٹر لال اسپینسر نے آل انڈیا ریڈیو نشر گاہ دہلی سے بروز دوشنبہ ۱۰ اپریل ساڑھے سات بجے شام حسب ذیل تقریر نشر کی

میرا گھر لندن کے اس حصہ آبادی میں ہے جہاں قریب قریب تمام جنگ چھڑنے کی تاریخ سے لیکر جرمن حملے کے آنے سے پہلے تک پہلے تین ماہ تک بھی میں وہیں مقیم تھا اس دوران میں مجھے ہوائی حملوں سے اکثر دوچار ہونا پڑا۔ اور میں ان سے خوب واقف ہو گیا ہوں۔ آج ہندوستان کے بعض علاقوں کو بھی ہوائی حملوں کا اندیشہ لگا ہوا ہے جس سے لوگوں میں سخت دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ لندن میں تین مہینوں تک یہ حال رہا کہ کوئی رات ایسی نہ جاتی جس میں ہوائی حملہ نہ کیا جاتا اور مصیبت یہ کہ یہ حملے رات بھر جاری رہتے اس کے بعد چھ مہینوں تک ان منحوس حملوں کی کیفیت یہ رہی کہ متواتر ہوتے رہتے۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے بہت کم ایسے ہوں گے جن سے مجھے پالا نہ پڑا ہو لندن میں بسنے والوں نے بہت جلد اپنے خوف پر قابو پالیا اور ان کے نزدیک یہ ہوائی حملے ایک تکلیف دہ شرارت سے بڑھکر اہمیت نہ رکھتے چند دن بعد تو انھوں نے ان پر توجہ دینی ہی تقریباً ترک کر دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ہمت بڑھانے اور ڈھارس دینے کے لئے دنیا کے ہر خطے سے دل کھولکر ہمدردی اور ستائش کے پیامات بھیجے گئے خود ہندوستان بھی اس بارے میں کسی سے پیچھے نہ رہا۔ لیکن اس کے باوجود وہ کسی قدر پریشان ضرور ہو گئے تھے وہ پریشان تھے لیکن اس بات کو محسوس کرنے لگے تھے کہ ہوائی حملوں سے زیادہ خود ان کی پریشانی تباہ کن ہے۔ اس لئے ان کی ساری کوششوں کا مقصد صرف یہی ہو گیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں لگ جائیں۔ انھیں اپنی اس کوشش میں بتدریج کامیابی حاصل ہوئی کیونکہ ان کی ابتدائی حالت تو اسی طرح پریشانی ہی میں گزری۔

سب سے زیادہ پریشان کن حملہ

۱۰/ ستمبر ۱۹۴۰ء کی صبح کو ایک اور پرسکون صبح تھی کہ سائرن سیٹیاں بجنے لگیں۔ ہر شخص کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ لیکن حملہ نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہی نہ ہونے والا حملہ بعض باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے سب سے زیادہ پریشان کن ثابت ہوا۔

حق یہ ہے کہ ہمیں اپنی ہمت پر بھروسہ نہ تھا۔ ہمیں اس کا بھی اطمینان نہ تھا کہ ہماری حکومت نے پوری حکمت تیاریاں کر لی ہیں۔ لیکن ایک ہی سال بعد جب ہمیں اپنی گزشتہ حالت پر غور کرنے لگے تو ہم نے محسوس کر لیا کہ ہم نے بے بنیاد ہمت ہار دی تھی۔

لندن والوں کو اس کا بڑا اچنبا ہے کہ خوف زدہ ہونے اور جنگ کی ہولناکیوں میں گھرے رہنے کے باوجود ان سے کس طرح بن پڑا کہ وہ اپنا طرز عمل عام زندگی ہوش و حواس کا سا رکھ سکے۔ حقیقت یہ تھی کہ انھوں نے دہشت کو اپنے اوپر غلبہ پانے نہیں دیا۔ اور نہ ہی وہ گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب انھیں یہ محسوس ہوا کہ وہ مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو جیسے ان کی ایک بہت بڑی فکر دور ہو گئی۔ اس احساس نے ان کے سینوں میں بیٹھے ہوؤں کے دل دے اور وہ یہ سمجھنے میں حق بجانب تھے کہ انھیں دوسروں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ حکومت کی تیاریاں بہتر ثابت ہوتی جا رہی تھیں۔ لیکن اب انھیں ان کی زیادہ تشویش نہیں رہی۔

عوام

لندن کے رہنے والے اچھی طرح جان گئے کہ حملہ آور دشمن کو نیچا دکھانے والے ہی آپ کے میرے جیسے معمولی لوگ ہی ہیں یہ سچ ہے کہ ہوائی حملے کے وقت ہر شخص کو خوف و ہراس لگا رہتا ہے کیونکہ پیش آنے والی چیزوں کا انتظار ہمیشہ ہولناک رہا ہے۔ لیکن جب وہ واقع ہو جاتی ہیں اور ان سے سابقہ پڑ جاتا ہے تو آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ میں اتنا جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ آپ اپنے خوف پر قابو پا سکتے ہیں آپ کو میں اپنی ایک خاتون دوست کا واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ جو شرقی لندن میں رہتی تھیں۔ وہ ایک سن رسیدہ غریب خاتون تھیں اور میں ان کی بڑی عزت کرتا تھا ایک شام کو دیر کے سبب کہ زیرین کی گولہ باری زوروں پر تھی اور جرمنی کے ہوائی جہاز اپنی بہیمانہ کارروائی میں مصروف تھے مجھے خیال آیا کہ ان کی خیر و عافیت پوچھ آؤں۔ اور میں بے بکی کے ساتھ گلیوں میں سے ہوتا ہوا ان کے گھر جا پہونچا اور ان کے باورچی خانہ میں جو تقریباً (۱۲) مربع فٹ ہوگا میں نے ان کے سارے متعلقین کو صحیح سالم پایا۔ مسٹر ڈیلی اعلیٰ ڈبل کے بیان اور مسز ہکس آگ تاپتے بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اور تاش کھیل رہے تھے۔ وہ سب انتہائی مطمئن اور مسرور نظر آتے تھے۔ وہ مسرور نہیں کھلاتے تھے۔ وہ کسی قسم کی جرأت کے مالک بھی نہ تھے۔ صرف وہ اپنے سر پر منڈلانے والے ہیبت ناک دشمن سے گھبرائے اور ڈرے ہوئے نہ تھے۔

سب سے زیادہ کٹھن مرحلہ

ہندوستان کے بعض علاقوں کے باشندے اب اس پہلے مرحلے سے گزر رہے ہیں جس کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں اس مرحلے میں پیش آنے والی چیزوں کا انتظار تشویش اور مخفی شبہات رہتے ہیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ سب سے کٹھن مرحلہ ہے۔ لیکن عام لوگ دی ہوئی ہدایتوں کے مطابق عمل کریں اور ایک معمولی سمجھدار مخلوق کی طرح اپنا طرز عمل رکھیں تو واقعی حملوں کی صورت میں انھیں محسوس ہوگا کہ وہ اتنے خطرناک نہیں ہوتے جتنا انھیں سمجھا جاتا ہے مجھے بھروسا اور امید ہے کہ ہندوستان کے باشندے اپنا طرز عمل ایسا ہی دانشمندانہ رکھیں گے جیسے چین اور انگلستان کے باشندوں کا رہا ہے۔

آپ کو یہ جان کر بڑی تقویت ہوگی کہ حکومت کی تیاریوں کو مکمل طور پر بہتر بنا دیا گیا ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حکومت واقعات کے بارے میں پوری راست گوئی برتے گی۔ اچھا اب مجھے ایک نصیحت کرنے کی اجازت دیجئے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ سے جو کہا جائے وہی کیجئے۔ جھوٹی خبریں پھیلانے والوں پر کان دھرئیے۔ کیا میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں۔ ہندوستان کی پرخلوص ہمدردی کا شکریہ جو اس نے انگلستان کے باشندوں کے ساتھ ان کے اس آڑے وقت میں ظاہر کی۔ اگر خدا نخواستہ ہندوستان پر بھی ایسا ہی کوئی برا وقت آ پڑے تو یقین مانئے کہ انگریزوں کی ہمدردیاں اور دعائیں اس کی شریک حال رہیں گی۔

پاور الکحل کی تیاری

پریس نوٹ

پبلک ان حالات سے لاعلم نہیں ہے جن کی بنا پر یکم مئی ۱۹۴۰ء سے پٹرول کی رسد پر مزید بندشیں عاید کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ حکومت ان دقتوں سے واقف ہے جو اس قسم کی بندشوں سے پیش آتی ہیں اور وہ ان تمام حضرات کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو اپنی تخفیفوں کے باوجود پٹرول کے استعمال میں کفایت کرنے کے مددگار رہے ہیں۔ حکومت اب ایسے "پاور الکحل" کی فروخت کا انتظام کرنے والی ہے جس کی تجارتی پیمانہ پر مانگ پیدا کی گئی ہے۔ یہ الکحل کارخانہ شکر سازی واقع بودھن میں تیار کیا جا رہا ہے اور حکومت کو اس امر کا اطمینان دلایا گیا ہے کہ اگر اس پٹرول کے ساتھ ٹھیک طور پر ملایا اور استعمال کیا جائے تو اطمینان بخش نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

قانون الکحل منظور ہو چکا ہے جس کی رو سے پٹرول اور الکحل کے مجوزہ مخلوط کو استعمال کرنا لازمی ہوگا۔ لیکن اس قانون کا نفاذ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ تاریخ نفاذ کا اعلان کر دیا جائے۔ اس دوران میں بلدہ حیدرآباد کے مشہور پٹرول فروشوں کے ساتھ یہ انتظام کیا گیا ہے کہ وہ پبلک کو الکحل ملا کر پٹرول کی فروخت کریں ضرورت کوپن [illegible]

[illegible]

پبلک کارکنوں کے مشاغل

احمد پور ضلع بیدر کے ہندو باشندوں کی ایک کانفرنس ۷ امرداد سے مسٹر ڈی۔ جی کیسکر کی صدارت میں منعقد ہوگی۔ کانفرنس کی ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے صدر مسٹر ملک ارجن اور معتمد مسٹر ناگو راؤ دیتاپور کر ہیں۔

مجلس عاملہ ہندو پرجا منڈل بادگیر نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں کتب قانون اور دارالمطالعوں کے قیام، تجارتی مرکز اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔

ہنسپہل گنگوہ کا ایک جلسہ تقسیم اسناد و انعامات منعقد ہوا جس میں بہ صدارت ڈاکٹر [illegible] منعقد ہوا جس میں ان شخصوں کو اسناد عطا کئے گئے جنہوں نے ایک ماہ کے [illegible] نصاب کے تحت لاٹھی، لیزم، ورزش جسمانی، فوری طبی امداد وغیرہ تعلیم پاکر کامیابی حاصل کی تھی۔ اس موقع پر پنڈت گوپال راؤ گورکھ نے جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی فرقہ واری ادارہ نہیں ہے جس نے سماجی اصلاح کی یہ تدبیریں اختیار کی ہیں۔ آخر میں فوری طبی امداد، لاٹھی، خنجر، نیزہ بازی اور کشتی کے مقابلے ہوئے۔

مسٹر بی۔ جی کیسکر معتمد ہندو پرجا منڈل نے نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں جیل کے موجودہ قواعد کی تبدیلی کی خواہش کی گئی ہے۔

گلبرگہ کی ایک اطلاع سے ظاہر ہے کہ مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا کی سالگرہ منائی گئی۔

معتمد صاحب ملکی اتحادالمسلمین نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ کارکنوں کو توجہ دلائی ہے کہ وار فنڈ جماعتوں اور اے۔ آر۔ پی کی دیگر خدمات کے لئے رضاکاروں کی فراہمی میں خاطر خواہ توجہ کی جائے۔

مجلس اتحادالمسلمین کی جانب سے جو خصوصی ناظر ضلع کانفرنسوں کو گئے ہوئے تھے بلدہ واپس آئے۔

مجلس اتحادالمسلمین شاخ بیرون یاقوت پورہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت مبارک اوائل ماہ جمادی الآخر میں منعقد ہوگا۔

۳ امرداد کو نواب بہادر یار جنگ بہادر گلبرگہ پہنچیں گے جہاں وہ ملکی مجلس اتحادالمسلمین کے اجلاس عاملہ کی صدارت کریں گے۔ مولوی عبدالصمد سراج الدین صاحب چیف آرگنائزر [illegible] آباد کے جلسے سے بلدہ واپس آگئے اور ۲ امرداد کو گلبرگہ روانہ ہو [illegible]

ایوانِ تجارت میں عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

جناب صدر! آپ نے اپنی تقریر میں موجودہ اور آئندہ زمانہ سے متعلق جتنے مسائل سے بحث کی ہے میں نے اس سے بہتر کبھی اور صورت نہیں کرسکتا [illegible] مرحوم کے [illegible] الفاظ دہرائے جو آپ کے حوالہ کے مطابق گزشتہ سال اسی تقریب میں کہے گئے تھے۔ یہی وہ امور ہیں جن پر ہم سب ہی غور و خوض کر رہے ہیں۔ اگر میں اپنی سرکاری حیثیت اور ان امور کی خاص نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس سلسلے میں کوئی پبلک بیان دینے سے باز رہوں تو [illegible] دوسرے امور کو حکومت کے طرز عمل میں [illegible] دی جائیگی۔ یقیناً آپ سب جانتے ہیں کہ کسی سرکاری عہدہ دار کے لئے حکومت کے مسلک کی نسبت ہمیشہ پبلک بیانات دینا آسان کام نہیں لیکن میں آپ کو اور آپ کے ذریعہ نہ صرف اس چیمبر کے اراکین بلکہ حیدرآباد کے صنعتی اور تجارتی حلقوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اعلیٰحضرت بندگانعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ اور ان کی حکومت اس مملکت کی صنعتی و تجارتی ترقی کا جو عظیم تر حیدرآباد کی تعمیر کے لئے لازمی ہے کامل احساس رکھتی ہے۔

جناب صدر! سر اکبر حیدری مرحوم کی پرملال وفات پر آپ کے رنج و غم میں میں بھی شریک ہوں۔ انہوں نے حیدرآباد کے مختلف میدانوں میں اپنے نقوش چھوڑے ہیں اپنی چھتیس سالہ ملازمت کے دوران میں انہوں نے حیدرآباد کے ساتھ گہری اور مخلصانہ محبت کی۔ چنانچہ ان کی یہ آخری خواہش کہ ان کی میت کے لئے اسی سرزمین میں آرام گاہ بنائی جائے۔ اسی دلی تعلق کا ثبوت پیش کرتی ہے۔

آپ نے نہایت مہربانی اور فراخدلی کے ساتھ میری برطانوی ہندوستان کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانوی ہند میں مجھے خوش قسمتی سے کار گذار شریک کار ملے چنانچہ میں نے جو کچھ بھی خدمات انجام دی ہیں وہ میری کسی خاص قابلیت سے زیادہ ان شریک کاروں کی مخلصانہ کوششوں اور مختلف سرویسوں کے تعاون کی ممنون ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ اس خصوص میں خوش قسمتی نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ میں یہاں اجنبی کی حیثیت سے آیا تھا لیکن مجھے ایسے شریک کار ملے جو ہمیشہ مدد دینے پر آمادہ رہیں بجا طور پر آپ نے میرے شریک کاروں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ میں بھی آپ کی ہمنوائی کرتا ہوں یہاں کی مختلف سرویسوں نے اسی طرح تعاون پر آمادہ اور عوام کو ہمدرد اور [illegible] حالات ملے اور سب سے زیادہ اعلیٰحضرت بندگانعالی کے مراحم خسروانہ اور مشفق تائید نے میری ہمت افزائی کی۔ میری دعا ہے کہ یہ نوازشیں آئندہ بھی میرے شریک حال رہیں اور جو امانت میرے تفویض کی گئی ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میں اپنے مقدور بھر کوشش کرسکوں۔

آپ نے بالکل بجا طور پر اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ گزشتہ [illegible] بحالی کا عہد سعود نہایت ترقی پذیر ہے یہاں کی صنعتی اور تجارتی ترقی کے اس مبارک دور میں [illegible] جاری ہیں [illegible] ہماری خوش قسمتی ہے کہ [illegible] وابستہ ہیں جیسے ریاست کی ترقی اور رعایا کی بہبودی کے کام کرنے کی

سب سے زیادہ فکر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ذات پات کی [illegible] کی سادہ زندگی اور [illegible] بھی ہم سب کے قابل تقلید نمونہ ہے۔

صنعتی اور تجارتی ترقی

یہ امر باعث طمانیت ہے کہ دستی پارچہ بافی کی امداد کیلئے جو [illegible] منظور کی گئی ہے اس کی اہمیت کو چیمبر محسوس کرتا ہے اور اسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ [illegible] آغاز کرنے کی ضرورت کا پورا پورا خیال رکھنے کے علاوہ حکومت [illegible] گھریلو صنعتوں اور خاص طور پر دستی پارچہ بافی سے واقف ہیں۔ مالی مشکلات کے باوجود اعلیٰحضرت بندگانعالی نے ازراہ مرحمت یہ رقم منظور فرمائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے پارچہ بافوں کی [illegible] میں بڑی مدد ملے گی۔ ہم گھریلو صنعتوں کی ترقی کی ضرورت بھی محسوس کرتے ہیں تاکہ اس طرح معیار زندگی بڑھا سکیں اور [illegible] عوام زیادہ سے زیادہ بہتر بن سکیں۔

جناب صدر! آپ نے کئی مشورے جو پیش کئے ہیں منجملہ ایک [illegible] برطانوی ہند کے کسی [illegible] ایجنٹ کی [illegible] ترتیب ہو [illegible] زیادہ [illegible] نہیں ہے کہ حکومت ان مشوروں پر اچھی طرح غور کرے گی۔ البتہ حادثات جنگ سے بیمہ کی نسبت آپ کے علم و اطلاع کے لئے میں یہ بیان کردوں کہ حکومت نے اس سلسلے میں [illegible] جنگی حادثات کے خلاف کارخانوں کا بیمہ کرنے کی تجویز [illegible] اس قسم کے حادثات کے خلاف [illegible] بیمہ کی [illegible] حکومت نے [illegible] منظور کیا ہے کہ [illegible] اس وقت تجارتی حلقے سے مشورہ لیا گیا تھا وہ اس کے خلاف تھا۔ اب اگر آپ سب کا خیال ہے کہ اس قدر مدت گذر جانے کے بعد اس حلقے کے خیالات بھی بدل چکے ہیں تو میں یہ مشورہ دوں گا کہ آپ حکومت سرکار عالی کے محکمہ تجارت و صنعت و حرفت کے آگے تفصیلی تجویزیں پیش کریں تاکہ ان پر جلد غور کیا جاسکے۔

جنگ

آج کل ساری دنیا کی نگاہیں اسی ہمہ گیر جنگ پر لگی ہوئی ہیں جو متحدہ قومیں جارحانہ اقوام [illegible] قوتوں سے لڑ رہی ہیں۔ اس جنگ میں دنیا کے چار بڑے [illegible] شریک ہیں اور یہ ہی نہیں بلکہ قومیں حصہ لے رہی ہیں۔ یہ لڑائی [illegible] چند قوموں کی [illegible] کے خلاف ہے جو دنیا پر قبضہ کرنا اور دوسری نسلوں اور قوموں کے حقوق کو پیروں تلے کچل ڈالنا چاہتی ہیں۔ اس جنگ کے نتیجہ ہی پر دنیا اور تہذیب کا مستقبل منحصر ہوگا۔ جنگ کے بعد ہی اس سوال کا جواب ملے گا کہ آیا آئندہ قومیں اور افراد آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں گے یا ایک انسان دوسرے انسان اور ایک قوم دوسری قوم کے تعلقات پر [illegible] کا اطلاق ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ انصاف ہی کو فتح ہوگی [illegible] جو ہمارے سارے معاملات پر حاوی ہے [illegible] ظلم اور استبداد کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ [illegible] بھی نمایاں ہوچکے ہیں گذشتہ دو ہفتوں سے متحدہ اقوام نے [illegible] شروع کیا ہے اور فتح قریب نظر آرہی ہے۔

ہمارا عزم ارادہ ہے کہ [illegible] جیسی [illegible] اعلیٰحضرت بندگان اقدس و اعلیٰ کے [illegible] جنگی کوششوں کا قابل لحاظ حصہ [illegible] دشمن کا [illegible] جنگ کے باعث [illegible]

(بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

کاشت کاروں کے ساتھ رعایتیں

گزشتہ سال کی ناکافی بارش کے نتائج

گزشتہ سال مانسون بارش نہ ہونے کی باعث ملک سرکار عالی کے دونوں قطعوں یعنی تلنگانہ اور مرہٹواڑی میں خریف کی کاشت معمول سے نصف رقبہ زمین میں ہوسکی۔ آبی کاشت بھی نہ ہوسکی کیونکہ تالابوں میں جس قدر پانی تھا وہ آبی فصل کے لئے ناکافی تھا۔ علاقہ تلنگانہ میں اضلاع نظام آباد اور عادل آباد کے علاوہ صرف انہی مقامات میں آبی کاشت ہوسکی جہاں آب پاشی کے قابل اعتماد ذریعے موجود تھے بقیہ تمام علاقوں میں پانی کے انتظار میں تخم ریزی کو نہ صرف ملتوی کیا گیا اور آبی فصل کی کوئی توقع نہ رہی۔ ضلع نلگنڈہ کے تعلقات میریال گوڑہ و دیورکنڈہ میں قلیل بارش نہ ہونے کے باعث نہایت تشویشناک حالات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ چارہ نہ ملنے کی وجہ سے مویشی مر رہے تھے اور ہزاروں مویشیوں کے بعد بھی کاشت کاروں کو کہیں ملازمت نہ مل سکی حکومت سرکار عالی کے محکمہ مالگزاری نے فوراً کافی کے لئے امدادی تدابیر اختیار کرنے کی تاکہ اس صورت حال کا مقابلہ کیا جائے اور خاص طور پر چارہ کی کمی کا علاج ہو۔

امدادی تدابیر کا تعین

مجلس قحط کی آرائی کمیٹی نے ۲۵ اکتوبر کو ایک اجلاس منعقد کیا اور اس صورت حال کے متعلق اضلاع کی رپورٹوں کی جانچ پڑتال کی اور یہ تجویز کی کہ چارہ کی فراہمی کے لئے دوسری تدابیر اختیار کرنے کے علاوہ آبی فصل کے تحت تری زمینوں میں فوراً چارہ وغیرہ اگانے کا انتظام کیا جائے۔ ان تجاویز کے مطابق محکمہ مالگزاری نے کاشتکاروں کے ساتھ حسب ذیل رعایتیں برتنے کا تصفیہ کیا۔

الف۔ سال حال ان زمینوں کا محصول نہ لیا جائے جہاں پر زمینوں کے پانی سے کاشت کی گئی ہوں بشرطیکہ رعایا چارہ فراہم کرنے والی فصلیں مثلاً جوار، مکئی اور باجرے کی کاشت کرے۔ یہ رعایت تمام ضلع نلگنڈہ اور ضلع ورنگل کے تعلقات کھمم و مہبوب آباد، ضلع رائچور کے تعلقات مانوی، سندھنور، دیورک اور رائچور، ضلع عثمان آباد کے تعلقات لاتور اور پرینڈہ، ضلع گلبرگہ کے تعلقات یادگیر، شورپور، شاہ پور اور اندر کے کاشتکاروں کے ساتھ کی جائے۔

(ب) رعایا کو اجازت دی جائے کہ وہ سرکاری ذرائع آب رسانی سے احتیاط کے ساتھ کم مقدار میں پانی حاصل کرکے چارہ اور اجناس کی کاشت کریں۔ یہ اجازت اضلاع کریم نگر، نلگنڈہ، ورنگل، محبوب نگر اور بالاگھاٹ کے تمام تعلقات میں۔ نیز ضلع رائچور کے تعلقات دیورک، سندھنور، مانوی و رائچور اور ضلع گلبرگہ کے تعلقات یادگیر، چنچولی، شوراپور، اور اندر میں تمام کاشتکاروں کو دی جائے گی۔ یہ بھی طے پایا ہے کہ اس اجازت کے تحت پانی کی کثیر تعداد استعمال کرکے اجناس اور چارہ کی جو کاشت کی جائے اور اس سے متعلقہ تعلقات کے غلطی کی وجہ سے کی زیادہ سے زیادہ مقدار کو دیڑھ گنا

محصول لیا جائے، اور آبی فصل کے وقت ان فصلوں کی کٹوائی ہو۔

دوسری رعایت

بعد ازاں اور ایک جلسہ میں آرائی کمیٹی نے سفارش کی کہ کاشتکاروں کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ کرشنا، دنڈی اور موسی جیسے دریاؤں کا پانی لے کر چارہ فراہم کرنے والی اجناس کی کاشت کریں۔ کمیٹی نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ اس طرح جو زمینات کاشت کی جائیں ان سے صرف معافی مشخصہ دوامی کے زیادہ سے زیادہ رقم لی جائے۔

مجلس قحط نے یہ ساری تجویزیں قبول کرلیں۔ بعد ازاں حکومت نے انہیں منظور کیا۔ ساتھ ہی صوبہ دار صاحب میدک کی سفارش پر تصفیہ کیا گیا کہ ضلع میدک کے تعلقہ سدی پیٹھ میں بھی وہی فہرست کی رعایتیں برتی جائیں جو نلگنڈہ محبوب نگر اور بالاگھاٹ کے معمولی طور پر کاشت ہونے والی زمینات کے سلسلہ میں منظور کی گئی ہیں۔

آبی فصل کے متعلق محکمہ مالگزاری نے حسب ذیل سفارشات کی ہیں:۔

(الف) آبی کاشت صرف تہ بندی کی اراضیات میں کی جائے جو ۳ یا ۵ سے زیادہ تہ بندی زمین رکھنے والے آبپاشی کے تحت ہوں۔

(ب) تہ بندی علاقہ کے سوا رعایا کو زیادہ سے زیادہ وسیع رقبہ زمین پر چارہ اگانے کی اجازت دی جائے۔

(ج) جن تالابوں کی تہ بندی زمین پچاس ایکڑ سے کم ہو وہاں کی رعایا کو چارہ اگانے کی ترغیب دی جائے لیکن جبر نہ کیا جائے

نتائج

اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے حکومت نے جو مختلف تدابیر اختیار کی ہیں ان کے نتائج پر دریا اور ... کے اسسٹنٹ انجینئر نے اپنی رپورٹ میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ رپورٹ سال حال کے پانچ مہینوں کی مدت سے متعلق ہے جو اکتوبر کو ختم ہوتی ہے۔ اسسٹنٹ انجینئر نے بتلایا ہے کہ پانی کی جو مقدار رعایا کو مل سکتی تھی وہ صرف (۱۰۰۰۹) ایکڑ زمین کو سیراب کرنے کے قابل تھی۔ جس سے رعایا کو زیادہ سے زیادہ (۹۰۰۰) کھنڈی دھان مل سکتے تھے، اس طرح حکومت کو ۱۲ روپے فی ایکڑ کے حساب سے زیادہ سے زیادہ (۱۰۰۰۰) روپے مالگزاری وصول ہوسکتی تھی لیکن حقیقی صورت حال یہ ہے کہ (۱۱۵۰۰) ایکڑ میں جوار کی کاشت کی گئی اور رعایا کو (۲۰۰۰۰) کھنڈی جوار حاصل ہونے کے علاوہ چارہ کی کثیر مقدار ہم دست ہوئی۔ دوسری جانب حکومت کو (۱۵۰۰۰) روپیہ رقم مالگزاری ملی۔

ذریعہ تعلیم

از

نراین اگروال

اس زمانے میں جبکہ ذریعہ تعلیم کے سوال سے ملک میں عام ہیجان پیدا ہوگیا ہے یہ معلوم کرنا بہت دلچسپ ہوگا کہ ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں صورت حال کیا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے مختلف یونیورسٹیوں کے رجسٹراروں کو لکھا اور جو جوابات وصول ہوئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

کلکتہ، بمبئی، مدراس، دہلی، پنجاب، آگرہ، پٹنہ، ڈھاکہ، میسور اور اندھرا یونیورسٹیوں میں میٹرک کے بعد ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور مستقبل قریب میں کوئی تبدیلی زیر غور نہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں میٹرک کے درجہ تک ذریعہ تعلیم اردو ہے اور انٹرمیڈیٹ کی جماعتوں میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا سوال زیر غور ہے۔

الہ آباد یونیورسٹی کے رجسٹرار نے لکھا کہ "یونیورسٹی کو پورا احساس ہے کہ ہندی یا اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے اور جیسے ہی موقع ملے گا وہ یقیناً ایسا اقدام کرے گی۔"

بنارس ہندو یونیورسٹی میں انٹرمیڈیٹ تک امیدواروں کو اس کی اجازت ہے کہ اختیاری پرچوں کے جوابات ہندی میں دیئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ استادوں اور پروفیسروں پر کوئی ایسی پابندی نہیں کہ وہ لازماً انگریزی زبان ہی کے ذریعے پڑھائیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہندی میں بھی پڑھا سکتے ہیں۔

لکھنؤ یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل نے سفارش کی ہے کہ ذریعہ تعلیم و امتحانات ہندوستانی ہوں۔ قطعی فیصلہ ابھی اکزیکیٹو کونسل پر منحصر ہے۔ زبان اور رسم خط کے متعلق تفصیلی سفارشیں حسب ذیل ہیں۔

(ا) تعلیم اور امتحانات میں ہندوستانی زبان استعمال ہو۔ وہ زبان جو ہمارے روزمرہ استعمال کی ہے اس میں حسب ضرورت سنسکرت، فارسی، انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ شریک کرلئے جائیں۔ خاص صورتوں میں اکزیکیٹو کونسل استادوں اور ممتحنین کو انفرادی طور پر اس قانون سے مستثنیٰ کرسکے۔

(ب) تحریری یا مطبوعہ تمام سائنٹفک کاموں کے لئے جن میں سوالات کے پرچے اور جوابات بھی شامل ہیں۔ رومن رسم خط استعمال ہو جس میں حسب ضرورت نئے حروف یا علامات کا اضافہ کرلیا جائے۔

(ج) کتابوں کی زبان مصنفین کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دی جائے۔

یہ افسوسناک بات ہے کہ لکھنؤ یونیورسٹی رومن حروف رائج کرنے کو سوچ رہی ہے۔ امید ہے کہ بہتر مشوروں پر عمل ہوگا اور رومن رسم خط کے بجائے دیوناگری اور فارسی دونوں رسم خط رائج کئے جائیں گے۔

ناگپور یونیورسٹی کی کورٹ نے میری اس تجویز کو منظور کرلیا جو مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کے متعلق تھی جسے اکیڈیمک اور اکزیکیٹو کونسلیں منظور کریں گی۔

ٹراونکور یونیورسٹی کے رجسٹرار نے لکھا ہے کہ "یونیورسٹی کو اعتراف ہے کہ اس سلسلے میں اصلاحات ضروری ہیں مگر بعض دشواریاں مثلاً مختلف مضمونوں کی معیاری موزوں درسی کتابوں کا فقدان نیز اس یونیورسٹی اور دوسری یونیورسٹیوں کے مابین طلبہ کی آمد و رفت کے مسائل وغیرہ ایسے امور تھے جن کے باعث کوئی وسیع اصلاحی اسکیم رو بہ عمل نہ آسکی۔ تاہم اس پر غور کرنے کے لئے ایک بورڈ آف اسٹڈیز کا انتظام کر رہا ہے۔"

(بقیہ صفحہ ۱۱)

اردو کی علمی اصطلاحیں

بترجمہ مضمون اول

دارالترجمہ کا قیام

حضرت اقدس و اعلیٰ کا یہ شاندار کارنامہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور اردو بولنے والی دنیا حضور اقدس کے اس بار احسان سے ہمیشہ سرنگون رہے گی۔ حیدرآباد دکن کے اُفق سے جو آفتاب طلوع ہوا ہے وہ نہ صرف دکن کو روشن کر رہا ہے بلکہ تمام ہندوستان کو اپنی ضو فشانیوں سے منور کر رہا ہے۔

آپ جانتے ہیں یہ نیر تابان ہر دو رخشان کیا ہے؟ — یہ جامعہ عثمانیہ ہے، یہ اردو یونیورسٹی ہے۔ یہ وہ ہے جس سے اس دیس کو زندگی ملی ہے، یہ اس زندگی کے حرارت کا ذخیرہ ساگر ہے۔

سنہ ۱۹۱۷ء میں جب اعلیٰحضرت نے جامعہ عثمانیہ کے قیام کا منشور عطا فرمایا تو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ اردو میں کتابیں کہاں ہیں؟ لیکن جس دماغ میں جامعہ کا تخیل تھا اور جو باوجود اس تخیل کو منظر عام پر لانے والا تھا، وہ اس پیکر تخیل میں جان ڈالنے کا افسون بھی جانتا تھا۔ رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر نے جب بارگاہ خسروی میں جامعہ کا خواب تعبیر کے لئے پیش کیا تو ایک علمی اشکال کی صورت میں عرض کی۔ اعلیٰحضرت نے اس اشکال کے قیام کو بہت اہمیت کی نظر سے دیکھا اور اعلیٰ پیمانے پر سررشتہ تالیف و ترجمہ قائم کرنے کے فرمان سے اردو کو آب حیات پلا دیا۔

اس سررشتے نے بائیس برس کی مدت میں جو کام کیا ہے وہ بہت عظیم الشان ہے۔ تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، منطق، نفسیات، فلسفہ، اخلاقیات، قانون، ریاضیات، طبیعیات، کیمیا، نباتات، حیوانیات، طب اور انجنیری کی چار سو بچاس (۴۵۰) کتابیں ترجمہ و تالیف ہو چکی ہیں۔ ۲۲ برس میں (۴۵۰) کتابوں کا ترجمہ و تالیف بذات خود ایک بہت بڑا کام ہے، لیکن اس کی عظمت بہت بڑھ جاتی ہے جب کتابوں کی نوعیت معلوم ہوتی ہے اور اصطلاحوں کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ تالیف و ترجمہ کے سررشتے کی ضرورت و اہمیت ابتداء سے بہت زیادہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو جامعہ کا خواب پریشان ہو جاتا اور اس کی گرم بازاریاں سرد ہو جاتیں۔

سررشتہ تالیف و ترجمہ میں ہر علم و فن کے لئے وضع اصطلاحات کی ایک مجلس مقرر ہے۔ مختلف علوم و فنون کے واسطے اس وقت بارہ مجلسیں اپنے اجلاس منعقد کرتی رہتی ہیں۔ ہر مجلس ایسی بنائی گئی ہے جس میں متعلقہ فن و لسانیات کے ماہر ہوتے ہیں جو غور و خوض، بحث و مباحثہ کے بعد اصطلاحی الفاظ طے کرتے ہیں۔

وضع اصطلاحات کے اصول

ہر مجلس کا اصول وضع یہ ہے کہ تمام اصطلاحیں اردو میں وضع کی جائیں۔ وہ کسی غیر زبان کا کوئی لفظ جو اردو کی فطرت کے موافق نہ ہو اس کی اصلی صورت میں جیسی لیتی ہے۔ وضع کرنے والے ہر لفظ کو مختلف حیثیتوں سے دیکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ان کی نظر لفظ کی ساخت پر جاتی ہے۔ غیر زبانوں کے لفظوں کو جو اردو کی ساخت کے مطابق نہیں ہیں اردو کی خراد پر چڑھا کر موقع محل کے سانچوں میں ڈھالتے اور مشتقات بنا کر ترکیب و استعمال کے ادبی پہلوؤں کو دیکھتے ہیں۔ ان کے پیش نظر ہر انگریزی اصطلاح کا صرف علم مفہوم ہی ادا کرنا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اس سے بہت زیادہ اس بات کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ جس اصطلاح کی طرح اردو اصطلاح بھی مطالب کی تمام پہنائیوں پر چھا جائے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ان کی آنکھوں سے اوجھل ہونے نہیں پاتی کہ جس طرح انگریزی کی بعض اصطلاحیں کئی کئی فنون میں استعمال کی گئی ہیں اسی طرح اردو اصطلاحیں بھی جامع ہوں اور اجتماعی پہلو کے بغیر ہر جگہ اپنے مخصوص مطالب ادا کریں۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد وہ شاعروں کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور ہر نئے لفظ کو اسی وقت منظور کرتے ہیں جب وہ اس کسوٹی پر بھی کھرا اترے۔

تمام آریائی زبانوں میں سابقے اور لاحقے ایک خاص چیز ہیں اور ان سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں ان دونوں کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ وضع کرنے والوں نے اس سے خاص طور پر کام لیا ہے۔ لیکن ہر جگہ انگریزی سابقوں کی جگہ سابقے اور انگریزی لاحقوں کی جگہ لاحقے نہیں رکھ دیئے ہیں۔ بلکہ اردو کی وضع و ترکیب کے لحاظ سے جو جہاں موزوں معلوم ہوا وہیں چسپاں کیا ہے۔

یہاں اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ "اصول وضع اصطلاحات" کے مسئلہ پر مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم مرحوم سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ کی ایک بسیط کتاب ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کی حسن توجہ سے انجمن ترقی اردو نے شائع کی ہے جنہوں نے یہ کتاب تیس برس کے غور و فکر کے بعد لکھی تھی۔ اس کتاب میں اول اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اصطلاح کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ پھر وضع اصطلاح کے دو مختلف نظریے قائم کئے گئے ہیں، جن میں سے ہر ایک کو ماننے والا ایک بڑا گروہ ہے۔ دونوں گروہ اپنے اپنے نظریے کی تائید میں جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ سب وضاحت سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ آگے چل کر اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ اردو زبان جس خاندان السنہ سے تعلق رکھتی ہے اس کا نام آریائی ہے۔ پھر اس خاندان کی زبانوں میں الفاظ سازی کے جو مشترک اصول پائے جاتے ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز اردو زبان کی قدرتی بناوٹ پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب میں وہ تمام طریقے اور مثالیں تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں جو مفرد اور مرکب الفاظ وضع کرنے کے لئے ہمارے اسلاف نے ہم کو بتائے ہیں۔ پھر انہیں طریقوں کو پیش نظر رکھ کر مفرد اور مرکب اصطلاحیں بنانے کے قاعدے شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اصطلاحیں وضع کرنے والوں کو اس کتاب سے بڑی مدد ملتی ہے۔

سررشتہ تالیف و ترجمہ میں اُن اصطلاحوں کو بھی بلا وجہ ترک نہیں کیا گیا ہے جو پہلے سے کافی مانوس ہو چکی ہیں اور جو اصطلاحیں دانوس نہ تھیں انہیں اردو قواعد کی خراد پر کسی قدر صیقل دیا گیا ہے۔ استعمال اور اردو دنیا رفتہ رفتہ اُن کو بھی اپنا بنا لے گی۔ یہاں یہ بات جتا دینی بھی ضروری ہے کہ بعض حضرات کا یہ خیال درست نہیں ہے کہ "سائنس کی اصطلاحوں کا بہت بڑا حصہ بلکہ تقریباً سب کی سب (اصطلاحیں) آٹا گوندھ

انگریزی سے لی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تین مختلف چیزیں گڈمڈ کی جا رہی ہیں۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) اصطلاحات (Terminology) (۲) اعلام یا اسماء (Nomenclature) اور (۳) ترقیمات یا علامات (Notations) — Terminology یعنی اصطلاحات کے مرادفات تجویز کرنے لازمی ہیں ورنہ سائنس چیستان بن کر رہ جائے گی۔ البتہ (Nomenclature) یعنی اعلام یا اسماء جو بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں مرادفات کے محتاج نہیں ہیں۔ مثلاً آکسیجن، ہائیڈروجن، نائیٹروجن وغیرہ اعلام ہیں اور وہ اسی طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔ (Notations) یعنی علامات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بین الاقوامی اور دوسرے غیر بین الاقوامی۔ جو علامتیں بین الاقوامی حیثیت کی ہیں مثلاً جذر Root اور کے حاصل جمع (Summation) کی علامتوں کو بجنسہ استعمال کیا جاتا ہے۔ گر جو علامتیں بین الاقوامی نہیں ہیں وہ وضع کی ہوئی اصطلاحوں کے بموجب معین کی جاتی ہیں۔ مثلاً انگریزی جبر و مقابلہ میں جس کو "x" سے ادا کرتے ہیں اس کے لئے اردو میں "لا" ہے اور "y" کے واسطے "ما"۔ انگریزی احصاء (Calculus) میں (Differential) کے لئے "d" استعمال ہوتا ہے تو اردو میں اس کی مرادف اصطلاح "تفرقی" سے "ت" کی علامت معین کر لی گئی ہے۔

اس بات کا فیصلہ کہ انگریزی زبان کی علمی اصطلاحیں اردو زبان میں بجنسہ قائم رکھی جائیں یا ان کی مرادف اصطلاحیں وضع کی جائیں، پہلے کئی بار معرکہ آرا رہ چکا ہے اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ انگریزی زبان کی علمی اصطلاحوں کی مرادف اصطلاحیں اردو زبان میں وضع کی جائیں۔ اسی فیصلے کی بنا پر اب تک جامعہ عثمانیہ کے ایک اہم شعبہ تالیف و ترجمہ میں اب تک کام جاری ہے اور کام کا بہت بڑا حصہ انجام بھی پا چکا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق بہت سی علمی کتابیں تیار ہو چکی ہیں اور بہت سا روپیہ بعض اصطلاحوں کے وضع کرنے میں صرف کیا جا چکا ہے۔ آج پھر اگر کوئی مجلس اس فیصلے پر نظر ثانی کرے اور شاید اس کے خلاف کوئی نیا فیصلہ صادر کرنے کے لئے منعقد ہو تو ایسی مجلس کا فیصلہ اگر پہلے فیصلے کے خلاف ہو کس دلیل سے قطعی خیال کیا جائے گا؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ آئندہ کوئی اور مجلس قائم ہو اور وہ بعد کے فیصلے کو بھی الٹ دے اور اس طرح فیصلوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے اور قوم کے تعمیری کاموں میں بات بنی رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں۔

سررشتہ تالیف و ترجمہ میں وضع اصطلاحات کی مجلسوں نے اس وقت تک مختلف علوم و فنون کی کم و بیش ... اصطلاحیں تیار کر لی ہیں۔ ان اصطلاحوں کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے جن کا صحیح علم ہو گا۔ لیکن انہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے زمانہ میں سماشیاتی مباحث یا سیاسیات کے نظری و عملی مسائل میں — رسد و طلب، دولت و آزادی، مقننہ مجلس کے مسائل وغیرہ، سیاق و سباق وغیرہ کے مطالب ... کے کانوں سے پردوں سے نہیں ٹکراتے تھے، پھر اگر ان کی بھی ہماری زبان میں ادا کرنے والے الفاظ پر ہمیں نئے ... اعتراض ... ان کے استعمال اور ... سے چند ہی دن میں ...

دور جائے گی۔ نئے پاتوں میں رکل جائیں گے، وآشنا آشنا بن کر بار بار بن جائیں گے، اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ عام بولی اگیسن (یعنی ییرن) میں ڈال کر گفتگو اور زبان سے ہو کر قبول عام کے پروان چڑھ جائے زبان کی کسوٹی پر ان میں سے کھروں کو چن لے گی۔ وہ ٹکسال بن کر بولنے والوں کے زبان میں بیٹھ جائیں گے اور بیساختہ زبانوں سے نکلنے لگیں گے کھوٹے دوبارہ گھٹ جائیں گے اور عام بولی کے ساتھ سانچے میں ڈھل کر ٹکسالی سکے کے ساتھ کاروباری بازاروں میں دوڑے جائیں گے۔ یہ لفظی دنیا کا ذہنی اور مسلمہ قانون ہے۔

... مگر یہ ہونے کا سوال ایک جواب دیگر کا مصداق ہے۔ زنانی نشست پہلے ہی سے موٹر کے حصہ میں ہے بجز چھوٹی موٹروں کے مسلہ زیر بحث زنانی دروازہ کے قیام سے متعلق ہے۔ تحریک صاحب صدر کے الفاظ قابل ملاحظہ ہیں۔ اس لئے یہ تحریک کر رہا ہوں تو یہ ہے امید کہ بطور خاص اس تحریک کو بہت جلد کامیابی عطا فرمائی جا کر جملہ رعایا ملک سرکار عالی کو ممنون فرمایا جائیگا

(رعایا تعلقہ آرمور ضلع نظام آباد)

ریلوے بس میں زنانہ کا انتظام

رعایا تعلقہ آرمور ضلع نظام آباد کا محضر

کانفرنس ضلع ناندیڑ منعقدہ مورخہ ۱۹ اردی بہشت ۱۳۵۱ف میں عالیجناب مولوی اخلاق حسین صاحب زبیری وکیل ہائیکورٹ ناندیڑ کے جملہ دیگر تحریکات پیش کیں وہ مقامی حالات کے مدنظر نہایت ضروری ولازمی ہیں۔ ان کے منجملہ ایک تحریک جس کے الفاظ قابل نوٹ اور کامیاب طلب ہے تاکہ عوام اس سے فیضیاب ہوں وہ تحریک ریلوے بس میں زنانہ کے لئے دروازہ کی کشادگی سے متعلق ہے۔ یہ تحریک صرف ضلع ناندیڑ کی حد تک ہی نہیں بلکہ تمام اضلاع سے متعلق اور نہایت ضروری ولازمی ہے تاکہ ہر پردہ دار کے لئے خواہ وہ کسی مذہب سے ہو جیسا کہ رسم و رواج ملک اس تحریک کو کامیاب ہونا باعث مسرت رعایا ہے بالخصوص اہل اسلام کے لئے نیز پردہ کی رسوم کی وجہ سے اکثر عہدہ داران و ملازمین سرکار کے زنانی سواریاں انہیں بسوں میں آتی جاتی ہیں جب سے کہ زنانی حصہ کا دروازہ بند کیا گیا ہے سخت تکلیف ہر پردہ دار کے لئے ہے۔ متعدد درخواستیں متعدد تعلقات وضلع سے محکمہ مجاز میں پیش ہوئی اور اعلیٰ محکمہ جات کو توجہ دلائی جا کر متعدد مرتبہ اخبارات میں مضامین شائع ہوئے۔ لیکن افسوس کہ اس کو خاموشی کے ساتھ نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اب یہ مسئلہ کانفرنس میں پیش ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی اصل غرض رعایت کو نظر انداز کیا جاتا پایا جاتا ہے جیسے کہ الفاظ اخبارات رہبر دکن وریاست میں یہ ہیں کہ (روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ نے آئندہ کیلئے تصفیہ کیا ہے کہ زنانہ نشست موٹر کے بالکل پچھلے حصہ میں رہیگی)۔

ذریعہ تعلیم

(بقیہ صفحہ ۹)

جو علوم اردو زبان میں علمی و فنی اصطلاحات کی فرہنگ تیار کرنے میں مصروف ہے فرہنگ مکمل ہو جانے سے علمی کتابوں کی تیاری کا راستہ کھل جائے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ اس شعبہ کی بدولت مناسب سی کتابوں کی تیاری ممکن ہوسکے گی اور ان علوم کا اردو زبان میں علیحدہ تعلیم ممکن ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ تاوقتیکہ ہندوستان کی تمام یونیورسٹیاں ایک نہایت ہوشیاری سے مرتب کی ہوئی اور یکسان پالیسی پر عمل پیرا نہ ہو جائیں اصلاح اگر ناممکن نا ہو تو مشکل ضرور ہے یہ یونیورسٹی بڑا کام اسکیم کا ساتھ دے اور اس کے لئے تیار رہنے کے لئے آمادہ ہے جو خوب سوچ سمجھ کر بنائی گئی ہو اور جس کے حامی اچھے لائق لوگ ہوں۔

رجسٹرار ڈھاکہ یونیورسٹی کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ایک مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے مجھے امید ہے کہ انٹر یونیورسٹی بورڈ اس مسئلہ کو جلد سے جلد نہایت سنجیدگی کے ساتھ عملی نام دے گا۔

انڈین یونیورسٹیوں میں ابھی تک کسی دیسی زبان کو ذریعہ تعلیم کی کوشش نہیں کی گئی۔ مگر جیسا کہ افسران اس کو طے کر دیا ہے اس کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ انٹرمیڈیٹ کے نصاب میں جو اختیاری مضمون ہیں ان کے لئے انٹرمیڈیٹ کے معیار کی مناسب درسی کتابیں تامل زبان میں تیار کی جائیں۔ اب تک منطق معاشیات طبیعیات اور کیمیا کی درسی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ریاضی نباتیات حیوانیات وغیرہ کی درسی کتابیں عنقریب شائع ہو جائیں گی۔ جیسے ہی یہ کتابیں تیار ہو جائیں گی ان کے ذریعہ تعلیم کے سوال پر غور کیا جائے۔ (ہریجن)

احمد میرسی ... پریس ... میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (خواجہ) دفتر ... سے شائع ہوا